Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
(Bi-Annual) Trilingual: Urdu, Arabic and English
ISSN: 2707-1200 (Print) 2707-1219 (Electronic)
Home Page: http://www.arjish.com
Approved by HEC in "Y" Category
Indexed with: IRI (AIOU), Australian Islamic Library, ARI, ISI, SIS, Euro pub.
Published by the Al-Khadim Foundation which is a registered organization under the Societies Registration ACT.XXI of 1860 of Pakistan
Website: www.arjish.com
Copyright Al Khadim Foundation All Rights Reserved © 2020
This work is licensed under a
Creative Commons Attribution 4.0 International License

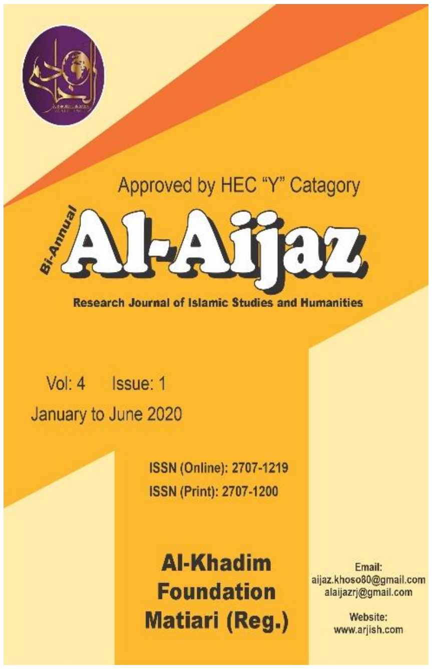

TOPIC:

Salient Features of Social Security of Islam

AUTHORS:

1. Hafiz Abdul Rauf, Ph.D Scholar The Islamia University of Bahawalpur.

2. Dr. Abdul Khaliq, Assistant Professor Govt. College of Technology Bahawalpur.

How to cite:
Rauf, H. A., & Saddique, M. A. (2020). U-25 Salient Features of Social Security of Islam. Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities, 4(1), 357-378.
https://doi.org/10.53575/u25.v4.01.357-378
URL: http://www.arjish.com/index.php/arjish/article/view/180

Vol: 4, No. 1 | January to June 2020 | Page: 357-378

Published online: 2020-06-30

QR Code

اسلام کے کفالت عامہ (Social Security) کے نمایاں خدوخال کا تجزیاتی مطالعہ

Salient Features of Social Security of Islam

Hafiz Abdul Rauf*
Dr. Abdul Khaliq**

Abstract

Islam is the religion of welfare and well-being of the people as well as reformation and uplift of the society. It not only gives its followers some beliefs and convictions, but it also makes them aware of all those fundamental tenets of life, adopting which, an Islamic state can build a peaceful society. Islam gives due care not only to men but to animals and birds as well. What to speak of services to the helpless, it even regards provisions to hungry and the thirsty animals a great source of salvation in the World Hereafter. Public rights (*haquq-ul-Ibaad*), personal rights, good morals and generosity are a big part of Islamic commandments. Even the person who does not help others is regarded not a Muslim in the eyes of Islam. Islam makes it obligatory to every Man of Source to be conscious about the rights of other people living around him. An Islamic state consists of both Muslims and non-Muslims alike. Every person, whether he is Muslim or non-Muslim, living in the state, deserves his fundamental rights. Even the state is bound to provide them the basic necessities of life including food, boarding, education, clothing, cure and justice. All this is emphasized in Quran and Hadith. When the Holy Prophet (PBHU) migrated to Madina, he, first of all, laid the foundation of first Islamic state. Having reached there, the first problem he faced was the problem of the housing, food and cure of the migrants (*Muhajir*), as the migrants had left all their belongings back in Makkah. They had no sources with them in Madina. The Holy Prophet (PBHU) persuaded the locals (Insaar), so that the locals managed for the basic needs of migrants, and thus resolved these issues. The Holy Prophet (PBUH) introduced such a system of assistance that none was helpless in the state.

Keywords: welfare, Deserve, Charity, Requirement, Society, Atonement, Poor,

دین اسلام ایک فلاحی اور رفاہی دین ہے یہ اپنے پیروکاروں کو صرف چند اعتقادات ہی نہیں دیتا بلکہ زندگی گزارنے کے وہ تمام اصول وضوابط سے آگاہ کرتا ہے جس کو ایک اسلامی ریاست اپنا کر ایک پرامن معاشرہ قائم کر سکتی ہے۔ اسلام ایسے شخص کو صحیح مسلمان ہی نہیں سمجھتا جو مفلس کی حاجت روائی نہ کرے۔ ریاست میں بسنے والے ہر صاحب استطاعت شخص پر یہ بات لازم ہے کہ وہ اپنے دائیں بائیں رہنے والے افراد کا خیال رکھے۔ جیسا کہ حدیث مبارکہ ہے۔

من ولاه الله عز وجل شيئا من أمر المسلمين فاحتجب دون حاجتهم، وخلتهم وفقرهم، احتجب الله عنه دون حاجته وخلته، وفقره(1)

"جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے کاموں کی ذمہ داری دی ہے اور وہ ان کی ضروریات کی پرواہ نہیں کرتا ایسے ہی وقت گزار دیتا ہے تو اب اللہ تعالیٰ کو اس شخص کی ضروریات کی کوئی پرواہ نہیں۔"

---

* Ph.D Scholar The Islamia University Of Bahawalpur.
** Assistant Professor Govt. College of Technology Bahawalpur.

ایک اسلامی ریاست کے حکمران کیلئے ضروری ہے کہ وہ یہاں رہنے والے تمام افراد کیلئے ان کی بنیادی ضروریات پوری کرنے کیلئے اہتمام کرے۔بنیادی ضروریات سے مراد ان کی خوراک، رہائش، تعلیم، لباس اور علاج شامل ہے۔قرآن مجید کے اندر اس کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے اور احادیث رسول سے بھی یہ بات ثابت ہے۔اور جو ان کی ضروریات کی طرف توجہ نہ کرے رعایا کے بنیادی حقوق کی ذمہ داری نہ نبھائے تو اس کیلئے حدیث مبارکہ میں سخت وعید وارد ہے مثلاً

معقل إني محدثك حديثا سمعته من رسول الله صلى الله عليه وسلم، سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: «ما من عبد استرعاه الله رعية، فلم يحطها بنصيحة، إلا لم يجد رائحة الجنة۔[2]

"حضرت معقل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں تجھے ایک ایسی حدیث بیان کرتا ہوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی۔میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ فرمارہے تھے جو کوئی آدمی کسی کا نگران بنے پھر ان کی خیر خواہی نہ کرے تو وہ پھر جنت کی خوشبو نہیں پاسکے گا۔"

اسلام نے کفالت عامہ کی ذمہ داریاں اسلامی ریاست کے سپرد کی ہیں جس کی یہ ذمہ داری ہے کہ انفرادی اور اجتماعی سطح پر اس کو نبھائے۔

انفرادی سطح پر کفالت:

مستحق افراد کیلئے قرآن مجید نے انفرادی کفالت کی طرف اس طرح توجہ دلائی ہے

يا أيها الذين آمنوا أنفقوا من طيبات ما كسبتم ومما أخرجنا لكم من الأرض ولا تيمموا الخبيث منه تنفقون ولستم بآخذيه إلا أن تغمضوا فيه واعلموا أن الله غني حميد[3]

"اے ایمان والو! اپنی پاک کمائیوں میں سے کچھ خرچ کرو اور اس میں سے جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالا اور اس میں سے ناقص مال اس کی راہ میں خرچ نہ کرو اگر تمہیں اس میں سے دیا جائے تو تم ناقص مال نہیں لوگے جب تک اس میں چشم پوشی نہ کرو اور جان لو کہ اللہ بے پرواہ سراہا گیا ہے۔"

اسی طرح اس کی وضاحت حدیث پاک کے اندر بھی موجود ہے

عن عائشة، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: «ليس بالمؤمن الذي يبيت شبعانا وجاره جائع إلى جنبه»[4]

"وہ شخص کامل مومن نہیں جو خود تو پیٹ بھرلے مگر اس کا ہمسایہ اس کے پہلو میں بھوکا رہے۔"

اجتماعی سطح پر کفالت:

اگر ہم مواخات مدینہ کا بنظر عمیق مطالعہ کریں تو یہ اجتماعی کفالت کی ایک مکمل تصویر ہے کہ جب آپ ﷺ ہجرت فرماکر مدینہ منورہ پہنچے تو

آتے ہی ایک اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی۔اس کے بعد سب سے پہلے ریاست میں جو مسئلہ درپیش ہوا وہ مہاجرین کی آبادکاری یعنی رہائش، خوراک، علاج کا تھا کیونکہ مہاجرین اپنی تمام ترجائیداد مکہ میں ہی چھوڑ آئے تھے۔چونکہ یہ ریاست نئی تھی کوئی وسائل موجود نہ تھے اس لئے وہاں پہلے سے موجود انصار کو آپ ﷺ نے ترغیب دی جس بناپر انصار نے مہاجرین کی ضروریات کا بندوبست کیا اور ان کے مسائل کو حل کیا۔قرآن نے مہاجرین وانصار کے تعلق کو اس طرح بیان کیا ہے:

لا ينهاكم الله عن الذين لم يقاتلوكم في الدين ولم يخرجوكم من دياركم أن تبروهم وتقسطوا إليهم إن الله يحب المقسطين (8) إنما ينهاكم الله عن الذين قاتلوكم في الدين وأخرجوكم من دياركم وظاهروا على إخراجكم أن تولوهم ومن يتولهم فأولئك هم الظالمون(5)

"اور اللہ تم کو ان کے ساتھ نیکی کرنے اور تھوڑا تھوڑا دینے سے نہیں روکتا جنہوں نے تم سے دین میں جنگ نہیں کی اور تم کو تمہارے گھروں سے نہیں نکالا، بے شک اللہ تھوڑا تھوڑا دینے والوں کو (بھی) پسند فرماتا ہے۔اللہ تمہیں ان ہی لوگوں کے ساتھ دوستی کرنے سے منع فرماتا ہے جنہوں نے تم سے دین میں جنگ کی اور تم کو تمہارے گھروں سے نکالا اور تمہارے نکالنے میں مدد کی، اور جو ان سے دوستی کریں گے وہی لوگ ظالم ہیں۔"

مذکورہ بالا آیت کریمہ میں یہ ضابطہ موجود ہے کہ غیر متحارب کافروں کی کفالت کی اجازت ہے جو مستحق ہوں اس سے مراد بنو خزاعہ ہیں انہوں نے نبی ﷺ سے اس بات پر صلح کی تھی کہ وہ آپ سے قتال نہیں کریں گے نہ آپ کے خلاف کسی کی مدد کریں گے تو نبی ﷺ نے ان کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم دیا۔(6)

امام اعظم رحہ اور امام محمد رحہ نے تو اس بات کی تصریح کردی ہے کہ زکوۃ وعشر کے علاوہ تمام صدقات غیر واجبہ ونافلہ وغیرہ ذمی فقرا کو دیئے جاسکتے ہیں اور حربی مستامن کی مدد بھی صدقات نافلہ سے کی جاسکتی ہے(7)۔

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا گزر ایک جگہ سے ہوا آپ نے دیکھا کہ ایک ضعیف شخص بھیک مانگ رہا ہے جو کہ یہودی تھا آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا تجھے کس چیز نے بھیک مانگنے پر مجبور کیا؟ تو اس نے جواب دیا: جزیہ کی ادائیگی اور معاشی ضروریات نے، یہ سن کر آپ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اپنے مکان پر لے گئے جو موجود تھا وہ دیا اور پھر بیت المال کے خزانچی کے پاس فرمان بھیجا

انظر هذا وضرباءه؛ فوالله ما أنصفناه أن أكلنا شبيته ثم نخذله عند الهرم "إنما الصدقات للفقراء والمساكين"، والفقراء هم المسلمون وهذا من المساكين من أهل الكتاب، ووضع عنه الجزية وعن ضربائه.(8)

"یہ اور اس قسم کے دوسرے حاجت مندوں کی تفتیش کرو اللہ تعالیٰ کی قسم ہم ہر گز انصاف پسند نہیں ہو سکتے اگر ان (ذمیوں) کی جوانی کی محنت (جزیہ) تو کھائیں اور ان کے بڑھاپے میں انہیں بھیک مانگنے کے لئے چھوڑ دیں۔ قرآن مجید میں ہے اور میرے نزدیک یہاں فقرا سے مراد مسلمان مفلس ہیں اور مساکین سے مراد اہل کتاب کے مساکین و فقرا ہیں۔"

اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایسے لوگوں کا جزیہ معاف کر دیا اور بیت المال سے ان کا وظیفہ شروع کر دیا۔

وجعلت لهم أيما شيخ ضعف عن العمل أو أصابته آفة من الآفات أو كان غنيافافتقر وصار أهل دينه يتصدقون عليه طرحت جزيته وعيل من بيت مال المسلمين وعياله ما أقام بدار الهجرة ودار الإسلام[9]

"اور میں یہ طے کرتا ہوں کہ اگر ذمیوں میں سے کوئی ضعیفی کی وجہ سے ناکارہ ہو جائے یا آفات سماوی وارضی سے کسی آفت میں مبتلا ہو جائے یا ان میں سے کوئی مالدار محتاج ہو جائے اور اس کے اہل مذہب اس کو خیرات دینے لگیں تو ایسے تمام اشخاص کو جزیہ معاف ہے اور بیت المال ان کی اور ان کے اہل وعیال کی معاشی کفالت کا ذمہ دار ہے جب کہ وہ دار السلام میں مقیم ہو"

ان تمام اقوال آئمہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلام کا نظام کفالت عامہ بلا تمیز مسلم وغیرہ مسلم سب کیلئے ہے ہر مستحق شخص اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

کفالت عامہ میں ترجیحی ضروریات:

1۔خوراک   2۔لباس   3۔رہائش   4۔روزگار 5۔ تعلیم   6۔ طبّی سہولیات

1۔خوراک:

غذا کے بغیر زندگی کا تصور ممکن نہیں۔ یہ انسان کی بنیادی ضروریات میں سے ہے اس لئے قرآن وحدیث میں کسی مستحق کو کھانا مہیا کرنے کی بار بار ترغیب دلائی گئی ہے

يوفون بالنذر ويخافون يوما كان شره مستطيرا(7)ويطعمون الطعام على حبه مسكينا ويتيما وأسيرا (8) إنما نطعمكم لوجه الله لا نريد منكم جزاء ولا شكورا (9) إنا نخاف من ربنا يوما عبوسا قمطريرا[10]

"جو پوری کرتے ہیں اپنی منتیں اور ڈرتے ہیں اس دن سے جس کا شر ہر سو پھیلا ہوا ہے اور کھانا کھلاتے ہیں اللہ کی محبت میں مسکین، یتیم اور قیدی کو اور کہتے ہیں ہم تمہیں کھلاتے ہیں اللہ کی رضا کیلئے نہ ہم تم سے کسی اجر کے خواہاں ہیں اور نہ شکریہ کے۔ ہم ڈرتے ہیں اپنے رب سے اس دن کیلئے جو بڑا ترش (اور) سخت ہے۔"

حبہ کی ضمیر کے مرجع کے بارے میں دو اقوال ہیں۔ پہلا یہ کہ اس کا مرجع بعام ہے، یعنی انہیں خود کھانے کی ضرورت ہوتی ہے اس کے باوجود وہ اپنے آپ کو نظر انداز کر کے دوسروں کی بھوک کا ازالہ کرتے ہیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اس کا مرجع اللہ تعالی ہے یعنی یہ کام وہ محض اللہ تعالی کی محبت میں کرتے ہیں انما نطعمکم لوجہ اسی کی تائید ہے یعنی اپنے قول یا اپنے طرز عمل سے ان پر یہ بات واضح کر دیتے ہیں کہ اس خدمت کا وہ ان سے کوئی معاوضہ نہیں مانگیں گے وہ یہ بھی نہیں چاہتے کہ وہ اظہار تشکر کریں اور لوگوں کے سامنے ان کی سخاوت کا تذکرہ کریں۔ انہوں نے یہ کام محض اپنے رب کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کیلئے کیا ہے۔[11]

یہ وہ مقامات ہیں جہاں قرآن خوشخبری اور آخرت کا شوق دلا کر مومنین کو کھانا دینے کی تلقین کرتا ہے قرآن مجید میں ایسے مقامات بھی ہیں جہاں تنبیہ کی جاتی ہے کہ اپنے مال کو ان لوگوں پر خرچ کرو، ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

وأنفقوا في سبيل الله ولا تلقوا بأيديكم إلى التهلكة [12]

"اور اللہ کے راستے میں خرچ کرو اور اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں سے ہلاکت میں نہ ڈالو۔"

علامہ صاوی رحمۃ اللہ علیہ اس کے معنی بیان فرماتے ہیں کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے اللہ تعالی کی فرمانبرداری اور اس کی رضا کے کاموں میں اپنے جان و مال کو صرف کرو خواہ جہاد ہو یا رشتے دار سے حسن سلوک یا اللہ تعالی کے کمزور اور غریب بندوں کی مدد کی صورت میں ہو۔[13]

خوراک چونکہ بنیادی اور طبعی ضرورتوں میں سے ایک ضرورت ہے جس سے انسان کو کسی صورت میں بھی چھٹکارا نہیں ملتا اس لئے حدیث مبارکہ میں اس حوالے سے مختلف مضامین ملتے ہیں۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إن إخوانكم خولكم جعلهم الله تحت أيديكم، فمن كان أخوه تحت يده، فليطعمه مما يأكل، وليلبسه مما يلبس، ولا تكلفوهم ما يغلبهم، فإن كلفتموهم ما يغلبهم فأعينوهم [14]

"بے شک غلام اور باندیاں تمہارے بہن بھائی ہیں اللہ نے انہیں تمہارے ماتحت کر دیا ہے سو جس بہن بھائی کو اللہ تعالی نے تمہارے تصرف میں دیا ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ جیسا خود کھاتا ہے ویسا ہی ان کو کھلائے اور جیسا خود پہنتا ہے ویسا ہی ان کو پہنائے۔ ان کو ایسے کام پر مجبور نہ کیا جائے جو ان کی طاقت سے بالاتر ہو، اگر کوئی مشکل کام ہو تو اس میں ہاتھ بٹانا چاہئے، چنانچہ ابوذر جو خود کھاتے اور پہنتے وہی غلام کو کھلاتے اور پہناتے تھے۔"

2۔ لباس:

لباس دین و دنیا دونوں اعتبار سے ضروری ہے دین کے اعتبار سے یوں کہ لباس ستر ڈھانپنے کا کام آتا ہے اور دنیا کے اعتبار سے یوں کہ لباس گرمی اور سردی روکنے کے کام آتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يا بني آدم قد أنزلنا عليكم لباسا يواري سوآتكم وريشا ولباس التقوى ذلك خير ذلك من آيات الله لعلهم يذكرون(15)

"اے آدم کی اولاد! بیشک ہم نے تمہاری طرف ایک لباس اتارا جو تمہاری شرم کی چیزیں چھپاتا ہے اور (ایک لباس وہ جو) زیب و زینت ہے اور پرہیز گاری کا لباس سب سے بہتر ہے یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔"

سیرت النبی میں ایسی بے شمار مثالیں موجود ہیں کہ، آپ ﷺ نے ضرورت مندوں کو لباس فراہم کیا اگرچہ آپ ﷺ کو خود تکلیف اٹھانا پڑی۔

اسی سلسلہ میں ایک روایت موجود ہے کہ:

وفي الكشاف عن جابر: «بينا رسول الله صلى الله عليه وسلم جالس إذ أتاه صبي فقال: إن أمي تستكسيك درعا فقال: من ساعة إلى ساعة يظهر فعد إلينا فذهب إلى أمه فقالت: قل له إن أمي تستكسيك الدرع الذي عليك فدخل صلى الله عليه وسلم داره ونزع قميصه وأعطاه وقعد عريانا وأذن بلال وانتظر فلم يخرج عليه الصلاة (16)

"ایک عورت نے اپنے بچے کو آپ ﷺ کی بارگاہ میں بھیجا اور عرض کی کہ آپ ﷺ اپنی قمیص اسے عطا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اس وقت نہیں ہے پھر کسی وقت آنا۔ لڑکا واپس چلا گیا تو پھر اس کی ماں نے کہا کہ حضور ﷺ سے جا کے کہو اگر اور قمیص نہیں ہے تو آپ ﷺ کے جسم پر تو ہے آپ ﷺ گھر تشریف لے گئے اور قمیص اتار کر اس لڑکے کو دے دی۔ اب اور کپڑا نہ ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ گھر میں ہی بیٹھے رہے حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی اور آپ ﷺ نماز کیلئے باہر تشریف نہ لا سکے۔"

اسی طرح ایک اور روایت میں موجود ہے۔

وأتى صاحب بز فاشترى منه قميصا بأربعة دراهم فخرج وهو عليه فإذا رجل من الأنصار، فقال: يا رسول الله صلى الله عليه وسلم اكسني قميصا كساك الله من ثياب الجنة، فنزع القميص فكساه إياه، ثم رجع إلى صاحب الحانوت فاشترى منه قميصا بأربعة دراهم(17)

"حضور ﷺ نے کپڑے کے ایک تاجر سے چار درہم میں ایک قمیص خریدی۔ اسے زیب تن فرما کر آپ باہر تشریف لائے کہ ایک انصاری سامنے آیا اور عرض کرنے لگا: یا رسول اللہ! مجھے قمیص پہنائیے اللہ تعالیٰ آپ کو جنت کے کپڑوں میں سے قمیص پہنائے۔ آپ ﷺ کے پاس

اور تو کوئی قمیص نہ تھا وہی قمیص اتاری اور اس انصاری کو پہنادی۔ پھر دکان پر تشریف لے گئے اور وہاں سے اپنے لئے مزید ایک قمیص چار درہم کے عوض خریدا۔"

ان واقعات سے یہ معلوم ہوا کہ یہ سر براہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ ریاست کے مستحق افراد کیلئے لباس کی ضرورت کو پوار کرے۔ اور ریاست کے مستحق افراد بھی متعلقہ لوگوں سے اپنی ضرورت کی فریاد کر کے اپنی ضرورت پوری کروا سکتے ہیں۔

3۔رہائش:

رہائش اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑی نعمت ہے جس کے بغیر انسان کا گزارا کسی صورت میں بھی نہیں ہو سکتا۔اس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یوں بیان فرمایا ہے:

والله جعل لكم من بيوتكم سكنا وجعل لكم من جلود الأنعام بيوتا تستخفونها يوم ظعنكم ويوم إقامتكم ومن أصوافها وأوبارها وأشعارها أثاثا ومتاعا إلى حين۔(18)

"اور اللہ نے تمہارے گھروں کو تمہاری رہائش بنایا اور اس نے تمہارے لئے جانوروں کی کھالوں سے کچھ گھر بنائے جنہیں تم اپنے سفر کے دن اور قیام کے دن بڑا ہلکا پھلکا پاتے ہو اور بھیڑوں کی اون اور اونٹوں کی پشم اور بکریوں کے بالوں سے گھریلو سامان اور ایک مدت تک فائدہ اٹھانے کے اسباب بنائے۔"

سیرت طیبہ کا مطالعہ بتاتا ہے کہ جب لوگ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے تو آپ ﷺ نے سب سے پہلے ان کے لئے رہائش کا بندوبست فرمایا۔اور آپ ﷺ نے اس کو انسان کا بنیادی حق قرار دیا ہے جیسا کہ حدیث پاک ہے:

عن عثمان بن عفان، أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ليس لابن آدم حق في سوى هذه الخصال، بيت يسكنه وثوب يواري عورته وجلف الخبز والماء.(19)

"حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ابن آدم کے لئے سوائے ان امور کے کوئی ضروری حق نہیں رہنے کیلئے گھر، ستر ڈھانپنے کیلئے کپڑا اور ضرورت کی روٹی اور پانی۔"

روزگار:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کرنے کے بعد اس کی طبعی ضروریات میں کھانے کی خواہش رکھی ہے اور پھر اس کے بعد اس کے رزق کا ذمہ بھی خود ہی اٹھایا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وما من دابة في الأرض إلا على الله رزقها ويعلم مستقرها ومستودعها كل في كتاب مبين[20]

"اور زمین پر چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو اور وہ ہر ایک کے ٹھکانے اور سپرد کئے جانے کی جگہ کو جانتا ہے سب کچھ ایک صاف بیان کرنے والی کتاب میں موجود ہے۔"

تفسیر خازن میں اس آیت کی تفسیر کے تحت موجود ہے کہ:

وما من دابة في الأرض الدابة اسم لكل حيوان دب على وجه الأرض وأطلق لفظ الدابة على كل ذي أربع من الحيوان على سبيل العرف والمراد منه الإطلاق فيدخل الآدمي وغيره من جميع الحيوانات إلا على الله رزقها يعني هو المتكفل برزقها۔[21]

وما من دابة في الأرض اور زمین پر چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں۔ دابة کا معنی ہے ہر وہ جانور جو زمین پر رینگ کر چلتا ہو، عرف میں چوپائے کو دابة کہتے ہیں جبکہ آیت میں اس سے مراد مطلقا جاندار مراد ہیں لہذا انسان اور تمام حیوانات اس میں داخل ہیں۔

مالی کفالت ریاست کی ذمہ داری ہے کیونکہ یہ بنیادی ضروریات میں سب سے اہم پہلو ہے جب تک روزگار کے مواقع نہیں ہوں گے تو معاشرہ میں بدسکونی رہے گی اور خوشحالی نام کی چیز قریب بھی نہیں آئے گی۔ حاکم وقت کی یہ ذمہ داری ہے کہ عوام کیلئے ان کی حیثیت کے مطابق مواقع فراہم کرے جس کے ذریعے لوگ اپنی ضروریات کو پورا کرسکیں۔ اس طرح کی مثالیں سیرت طیبہ میں موجود ہیں۔

عن أنس، أن رجلا سأل النبي صلى الله عليه وسلم غنما بين جبلين، فأعطاه إياه، فأتى قومه فقال: «أي قوم أسلموا، فوالله إن محمدا ليعطي عطاء ما يخاف الفقر[22]

"ایک شخص نے حضور ﷺ سے بکریوں کا وہ ریوڑ مانگا جو پہاڑوں کے درمیان چر رہا تھا، آپ ﷺ نے سارا ریوڑ اسے عطا فرمادیا۔ وہ جب یہ ریوڑ لے کر اپنے قبیلے میں واپس گیا تو کہنے لگا لوگو! اسلام قبول کرلو کیونکہ پیغمبر اسلام اتنے فیاض اور سخی ہیں کہ جب دینے پر آتے ہیں تو کسی قسم کے فقر تنگ دستی سے نہیں ڈرتے۔"

موجودہ دور میں روزگار کے بے شمار ذرائع موجود ہیں مگر اس کے باوجود ہر شخص کی رسائی ممکن نہیں اس کی وجہ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے معیشت پر قبضہ کرلیا ہے اور غریب طبقہ اس سے محروم ہو گیا ہے انہی لوگوں کے بارے میں ماہر معاشیات ابن حزم رقمطراز ہیں:

ومن طريق سعيد بن منصور عن أبي شهاب عن أبي عبد الله الثقفي عن محمد بن علي بن الحسين عن محمد بن علي بن أبي طالب أنه سمع علي بن أبي طالب يقول: إن الله تعالى فرض على الأغنياء في أموالهم بقدر ما يكفي فقراءهم، فإن جاعوا أو عروا وجهدوا فمنع الأغنياء، وحق على الله تعالى أن يحاسبهم يوم القيامة، ويعذبهم عليه[23]

"بے شک اللہ تعالیٰ نے امراء پر اس بات کو لازم کیا ہے کہ وہ جہاں تک ہو سکے فقراکیلئے رزق کاانتظام کریں اگر یہ بھوکے اور ننگے لوگ رزق کی کمی میں مبتلا ہو گئے تو اللہ تعالیٰ اس وجہ (رزق کے وسائل پیدا نہ کرنے پر) سے ان کا قیامت کے دن حساب فرمائے گا اور ان کو عذاب دے گا۔"

تعلیم:

خیر اور شر میں پہچان کرنے کیلئے تعلیم ہر انسان کا بنیادی حق ہے اس کا اندازہ ہم قرآن مجید کی پہلی وحی سے لگا سکتے ہیں کہ جس کا آغاز ہی پڑھنے پڑھانے کے حوالے سے ہے غزوہ بدر میں جو کفار قیدی ہوئے ان کی رہائی کیلئے بھی یہی شرط لگائی گئی کہ مسلمانوں کے دس دس بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھائیں ان کو آزاد کر دیا جائے گا۔ تو اس لئے ایک اسلامی ریاست کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے ہاں بسنے والے تمام افراد کیلئے مناسب تعلیم کا بندوست کرے۔ پڑھنے پڑھانے کا سلسلہ آدم علیہ السلام سے ہی شروع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو وہ چیزیں سکھائیں جو وہ نہیں جانتے تھے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وعلم آدم الأسماء كلها[24]

"اور ہم (اللہ) نے آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کے نام سکھادیئے۔"

آپ ﷺ کی بعثت کا بنیادی مقصد بھی یہی تھا کہ تعلیم کو عام کیا جائے جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے

لقد من الله على المؤمنين إذ بعث فيهم رسولا من أنفسهم يتلوا عليهم آياته ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة وإن كانوا من قبل لفي ضلال مبين[25]

"بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنین پر بہت بڑا احسان فرمایا کہ انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر (قرآن کی) آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک فرماتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور اس سے پہلے لوگ کھلی گمراہی میں تھے۔"

اس آیت کریمہ میں چار چیزیں ایسی ہیں جن کو خصوصی طور پر مد نظر رکھ کر تعلیم کا بندوبست کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

1۔ قرآن کی آیات کی تلاوت 2۔ تزکیہ نفس 3۔ قرآن کی تعلیم 4۔ حکمت کی تعلیم

مسجد نبوی کے ساتھ اصحاب صفہ کیلئے بھی انہی چار چیزوں کو سامنے رکھ کر نصاب ترتیب دیا گیا جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔

لا بد للرجل المسلم من ست سور يعلمهن سورتين للصلوة الصبح ، وسورتين للصلوةالمغرب، وسورتهن للصلوةالعشاء[26]

"ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے کہ وہ چھ سورتوں کی تعلیم ضرور حاصل کریں دو سورتیں نماز فجر کیلئے، دو سورتیں نماز مغرب کیلئے اور دو

سورتیں نماز عشا کیلئے۔"

اسی طرح باقاعدہ طور پر ایک شعبہ قائم تھا جس میں صحابہ کرام آپ ﷺ سے قرآن کی سورتیں یاد کرتے اوران کے معنی ومفہوم سمجھتے۔ تعلیم کسی بھی قوم کے افراد کیلئے ایک بہترین سرمائے سے کم نہیں اور اس کو جس قدر حاصل کیا جائے اتنا ہی کم ہے اس لئے آپ ﷺ نے اس کو حاصل کرنے کیلئے بار بار تاکید کی اور اس کا انتظام فرمایا، صحابہ کرام مسجد نبوی کے باہر ایک چبوترے پر بیٹھ کر یہ فرائضہ سرانجام دیتے تھے۔انہوں نے آپ ﷺ کے اس قول، جس میں علم کی طلب کا حکم ہے، کو سمجھا پھر باقاعدہ طور پر اس پر عمل کیا۔ جیساکہ حدیث پاک ہے :

عن أنس بن مالك قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «طلب العلم فريضة على كل مسلم[27]

"حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا علم کا طلب کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے"

سیرت طیبہ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ تعلیمی کفالت سربراہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے ماتحت لوگوں کے لئے جہاں تک ہو سکے اس ذمہ داری کو پورا کرے کیونکہ قیامت کے دن اس کے بارے میں سوال ہوگا۔ حدیث نبوی ہے:

أن عبد الله بن عمر، يقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: «كلكم راع، وكلكم مسئول عن رعيته، الإمام راع ومسئول عن رعيته، والرجل راع في أهله وهو مسئول عن رعيته[28]

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں: کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا انہوں نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور اس سے اس کے ماتحت لوگوں کے بارے میں سوال ہوگا، حاکم اپنی رعایا کا نگہبان ہے اس سے اس کے ماتحت لوگوں کے بارے میں سوال ہوگا اور آدمی اپنے گھر والوں پر نگہبان ہے اس سے اس کے گھر والوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔"

اہل وعیال والے کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنے گھر والوں کے لئے تعلیم کا انتظام کرے۔

علموا أهليكم الخير[29]

"اپنے اہل وعیال کو خیر (ادب) کی تعلیم دو۔"

ریاست میں بسنے والے تمام افراد کی یہ ذمہ داری ہے کہ ،وہ ایسے تمام افراد کیلئے تعلیم کے مواقع فراہم کریں جن کو یہ مواقع میسر نہیں بلکہ قرآن کی رو سے ایک ایسی جماعت تیار کریں جن کا کام ہی تعلیم دینا ہو اور وہ ہر وقت اسی کام میں لگے رہیں جیساکہ ارشاد خداوندی ہے:

وما كان المؤمنون لينفروا كافة فلولا نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا في الدين ولينذروا قومهم إذا رجعوا إليهم لعلهم

يحذرون[30]

"مومنو کیلئے یہ ضروری نہ تھا کہ وہ سارے کے سارے نکل جائیں، بلکہ ایسا کیوں نہ ہوا کہ ان کے علاقے سے ہر حصے میں سے کچھ لوگ جائیں اور دین کی سمجھ بوجھ حاصل کریں اور واپس آکر اپنے علاقے کے لوگوں کو خبردار کریں تاکہ علاقے کے لوگ اللہ تعالی سے ڈریں۔"

یہ آیت کریمہ بتارہی ہے کہ مسلمانوں میں جو مالی اور جانی اعتبار سے طاقت رکھتے ہیں ان کو چاہیے کہ وہ اپنے وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے جہاں تک ہوسکے علم حاصل کرنے کیلئے جائیں پھر واپس آکر لوگوں کو بھی وہ علم سکھائیں، یہ ان کی ذمہ داری ہے کل قیامت کے دن ان سے اس بارے میں سوال ہوگا۔

طبی سہولیات:

انسان کا اس دنیا میں آنے کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے اور اس کام کے لئے جسم کا تندرست اور صحت مند ہونا ضروری ہے اور صحت مند رہنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے علاج کے ذرائع مہیا کئے ہیں۔ اگر کوئی شخص ان ذرائع سے فائدہ اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ تو سیرت طیبہ کا مطالعہ بتاتا ہے کہ ایسے لوگوں کے پاس جاکر ان کی تیمارداری کی جائے جیساکہ حدیث پاک ہے:

أن أبا هريرة رضي الله عنه، قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: " حق المسلم على المسلم خمس: رد السلام، وعيادة المريض، واتباع الجنائز، وإجابة الدعوة، وتشميت العاطس[31]

"حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ وہ فرماتے ہیں: کہ ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حق ہیں۔ سلام کرے تو اس کا جواب دے، اگر بیمار ہو جائے عیادت کیلئے جائے، فوت ہو جائے تو جنازہ میں شرکت کرے، اگر دعوت ملے تو اسے قبول کرے اور کسی کو چھینک آئے تو جواب دے۔"

حدثنا أحمد بن منيع، قال: حدثنا الحسين بن محمد، قال: حدثنا إسرائيل، عن ثوير هو ابن أبي فاختة، عن أبيه، قال: أخذ علي بيدي، قال: انطلق بنا إلى الحسن نعوده، فوجدنا عنده أبا موسى، فقال علي: أعائدا جئت يا أبا موسى أم زائرا؟ فقال: لا بل عائدا، فقال علي: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ما من مسلم يعود مسلما غدوة إلا صلى عليه سبعون ألف ملك حتى يمسي، وإن عاده عشية إلا صلى عليه سبعون ألف ملك حتى يصبح، وكان له خريف في الجنة.[32]

"حضرت ثویر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: کہ آؤ ہم حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی عیادت کو چلتے ہیں اور جب ہم وہاں پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ پہلے سے وہاں پر موجود ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کیا تم حسن کی عیادت کیلئے آئے ہو یا ملنے آئے ہو۔ تو حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ

نے فرمایا، میں ان کی عیادت کیلئے آیا ہوں۔اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے جو شخص کسی مسلمان کی صبح کے وقت عیادت کرتا ہے تو شام تک ستر ہزار فرشتے اس پر سلام بھیجتے ہیں۔اور جو شام کو کسی کی عیادت کرے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اس پر سلام بھیجتے ہیں اور جنت میں اس کے لئے ایک چشمہ ہے۔"

آپ ﷺ نے بیمار کی عیادت کیلئے حکم دیا ہے کہ اس کے پاس جاکر اس کی تیمارداری کی جائے اور اس کا حال واحوال پوچھا جائے

عن أبي موسى الأشعري رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: «أطعموا الجائع، وعودوا المريض، وفكوا العاني(33)

"حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: مریض کی عیادت کرو بھوکے کو کھانا کھلاؤ اور قیدی کو رہا کراؤ۔"

عیادت کرنے والے کیلئے ضروری ہے کہ وہ مریض کو تسلی دے، حوصلہ بڑھائے یہی سنت نبوی ہے۔آپ ﷺ کا حکم ہے کہ مریض کے پاس جاکر اس کے لئے دعا کی جائے:

عن ابن عباس، عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: ما من عبد مسلم يعود مريضا لم يحضر أجله فيقول سبع مرات: أسأل الله العظيم رب العرش العظيم أن يشفيك إلا عوفي.(34)

"حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کوئی مسلمان کسی مسلمان کی بیمار پرسی کرے اور سات مرتبہ یہ کلمات کہے تو اسے عافیت دی جاتی ہے، سوائے اس کے، کہ اس کی موت کا وقت آپہنچا ہو۔میں اللہ سے سوال کرتا ہوں جو عظمت والا ہے، عرش عظیم کا رب ہے کہ تجھے شفا دے"۔

اسلام میں کفالت عامہ کے ذرائع:

دین اسلام نے کفالت عامہ کا بوجھ اگرچہ حکومت پر ڈالا ہے مگر چند ذمہ داریاں امت کے افراد پر بھی ڈالی ہیں ان میں بعض قانونی ذمہ داریاں ہیں جیسے زکوۃ، صدقات واجبہ، وصیت وغیرہ، اور بعض ذمہ داریاں اخلاقی ہیں۔اسلام ایسی زندگی کو ہرگز پسند نہیں کرتا کہ آپ پیٹ بھر کے سو جائیں اور آپ کے پہلو میں ہمسایہ بھوکا رہے۔جن ذرائع سے محتاجوں کی غربت اور تکلیف کا ازالہ ہو سکے وہ تمام ذرائع انفاق کی حدود میں شامل ہیں ان ذرائع میں سب سے جو اہم ہیں ان کا ذکر یہاں کیا جائے گا۔

نفلی صدقات:

اسلام کے کفالت عامہ میں انفرادی صدقات کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے یہ صدقات ضرورت مند لوگوں کیلئے فوری ضرورت کیلئے بہت کارآمد ہیں جو لوگ نفلی صدقات کے ذریعے غربا کی مدد کرتے ہیں ان کو قرآن مجید نے دنیاو آخرت میں نفع والی تجارت کا فرمایا ہے یعنی ایسے لوگ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ تجارت کر رہے ہیں کبھی ضائع نہیں ہو گی ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إن الذين يتلون كتاب الله وأقاموا الصلاة وأنفقوا مما رزقناهم سرا وعلانية يرجون تجارة لن تبور. ليوفيهم أجورهم ويزيدهم من فضله إنه غفور شكور[35]

"بیشک وہ جو اللہ کی کتاب پڑھتے ہیں اور نماز قائم رکھتے اور ہمارے دیئے سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں پوشیدہ اور ظاہر وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جس میں کوئی گھاٹا نہیں۔ تاکہ ان کا بدلہ انہیں بھرپور دے اور اپنے فضل سے اور زیادہ عطا کرے بیشک وہ بخشنے والا قدر فرمانے والا ہے۔"

اللہ تعالیٰ کے ایسے احکامات نے مومنوں پر ایسا اثر کیا کہ وہ اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دینے لگے

ويؤثرون على أنفسهم ولو كان بهم خصاصة[36]

اور وہ ترجیح دیتے ہیں اپنے آپ پر اگرچہ خود انہیں اس چیز کی شدید حاجت ہے۔

یہ آیت کریمہ انصار کے بارے میں نازل ہوئی۔ انصار نے جو مال مہاجرین کو دیا ان کی دیتے وقت حالت ایسی تھی کہ گویا ان (انصار) کو اس مال کی حاجت ہی نہیں ہے بلکہ اس مال کے حقدار تو مہاجرین ہیں۔ یعنی اپنا مال مہاجرین پر صدقہ کر دیا۔

یہ تو وہ مقامات تھے جہاں مومنین کو ترغیب دی گئی کہ اپنا مال اللہ تعالیٰ کے راستے میں خیرات کریں اس کے برعکس ایسے مقامات بھی ہیں کہ، صاحب استطاعت ہونے کے باوجود خیرات نہ کرنے والوں کو تنبیہ کی گئی ہے کہ اپنا مال اللہ کے راستے میں خرچ کرو ورنہ یہی مال قیامت کے دن ان کے لئے ہلاکت کا باعث ہو سکتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وأنفقوا في سبيل الله ولا تلقوا بأيديكم إلى التهلكة وأحسنوا إن الله يحب المحسنين[37]

"اور اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو اور بھلائی والے ہو جاؤ بیشک بھلائی والے اللہ کے پسندیدہ بندے ہیں"

واجبی صدقات:

یہاں واجبی صدقے سے مراد زکوۃ ہے یہ ارکان اسلام میں سے ایک اہم رکن ہے اس کا ادا کرنا ہر صاحب نصاب پر ضروری ہے اس کے ذریعے صرف اور صرف مستحق افراد کی کفالت کی جائے گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إنما الصدقات للفقراء والمساكين والعاملين عليها والمؤلفة قلوبهم وفي الرقاب والغارمين وفي سبيل الله وابن السبيل فريضة من الله والله عليم حكيم(38)

"زکوۃ تو انہیں لوگوں کے لئے ہے محتاج اور جو نادار اور جو اسے تحصیل کر کے لائیں اور جن کے دلوں کو اسلام سے الفت دی جائے اور گردنیں چھوڑانے میں اور قرضداروں کو اور اللہ کی راہ میں اور مسافر کو یہ ٹھہرایا ہوا ہے اللہ کا اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔"

قرض حسنہ:

قرضہ حسنہ ضرورت مند لوگوں کیلئے حاجت روائی کا بہترین ذریعہ ہے اس سے مراد یہ ہے کہ ایک دولت مند شخص کسی ضرورت مند کو اس کی حاجت روائی کیلئے رقم دے اور اس کا کوئی بدل (سود وغیرہ) حاصل نہ کرے۔ جو شخص ضرورت مند کو قرض دیتا ہے تو گویا اس نے اللہ تعالیٰ کو قرض دیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

من ذا الذي يقرض الله قرضا حسنا فيضاعفه له وله أجر كريم(39)

"کون ہے جو اللہ کو قرض دے اچھا قرض تو وہ اس کے لئے دگنا کرے اور اس کو عزت کا ثواب ہے۔"

اگر قرض دار اس قدر تنگدست ہو گیا ہے کہ وقت پر مال واپس نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ اس کو مہلت دی جائے تا کہ وہ پیسوں کا بندوبست کر سکے۔ اگر اس سے واپسی نہیں ہوتی تو ایسی صورت میں یہ بھی ارشاد فرمایا گیا کہ اگر معاف کر دو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہو گا۔ اس لئے ارشاد فرمایا:

وإن كان ذو عسرة فنظرة إلى ميسرة وأن تصدقوا خير لكم إن كنتم تعلمون(40)

"اور اگر قرضدار تنگی والا ہے تو اسے مہلت دو آسانی تک اور قرض اس پر بالکل چھوڑ دینا تمہارے لئے اور بھلا ہے اگر جانتے ہو۔"

ہبہ:

کفالت کا ایک بہترین طریقہ ہبہ بھی ہے ہبہ کی تعریف یہ ہے کہ کسی چیز کو دوسرے شخص کو بغیر کسی عوض کے حوالے کر دینا اگر سوال کئے بغیر کوئی شخص کسی کی خدمت کرتا ہے تو اس کو چاہیے کہ اس کو قبول کرے حدیث نبوی میں اس کی ترغیب دی گئی ہے کہ ایسا کرنے سے امیر و غریب میں محبت قائم ہونے کے ساتھ ساتھ اپنائیت کی فضا بنے گی۔ ارشاد نبوی ہے:

عن عطاء بن عبد الله الخراساني، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: تصافحوا يذهب الغل، وتهادوا تحابوا وتذهب الشحناء.(41)

"عطا بن عبداللہ خراسانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ مصافحہ کرو تمہارے دل سے بغض نکل جائے گا آپس میں ہدیہ دیا کرو اس سے محبت بڑھے گی اور اس سے بخل دور ہو جائے گا۔"

جس شخص کو ہبہ کیا جا رہا ہے اس سے کوئی لالچ نہ ہو صرف نیک نیتی مقصود ہو اگر کسی منفعت کا شائبہ پایا گیا تو وہ مقصد حاصل نہ ہو گا جس کا ابھی مذکورہ حدیث میں ذکر گزرا ہے۔

عاریت:

عاریت کے معنی ہیں ادھار کے ہیں فقہ کی اصطلاح میں اس سے مراد یہ ہے کہ "کسی شخص کا اپنی ملکیت کے منافع کو بغیر معاوضہ کے دوسرے کی ملکیت بنا دینا"۔ ایک عام شخص اپنی ضرورت کی ہر چیز خرید نہیں سکتا لیکن دین اسلام نے ایسے لوگوں کیلئے ایک راستہ یہ رکھا ہے کہ وہ عام استعمال کی چیزیں ادھار لے دے سکتے ہیں اور استعمال کے بعد واپس کر دیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فويل للمصلين (4) الذين هم عن صلاتهم ساهون (5) الذين هم يراءون (6) ويمنعون الماعون [42]

"تو ان نمازیوں کیلئے خرابی ہے جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں وہ جو دکھاوا کرتے ہیں اور برتنے کی چیز مانگے نہیں دیتے۔"

تفسیر جلالین میں اس آیت کے تحت لکھا ہے کالإبرة والفأس والقدر والقصعة[43]

کہ برتنے سے مراد کوئی معمولی چیز ہے جیسے سوئی، ہنڈیہ یا پیالہ وغیرہ۔

اسی آیت کے تحت ترمذی میں ہے کہ:

عن عائشة، أنها قالت: يا رسول الله ما الشيء الذي لا يحل منعه؟ قال: «الماء، والملح، والنار» ، قالت: قلت: يا رسول الله هذا الماء قد عرفناه، فما بال الملح والنار؟ قال: «يا حميراء من أعطى نارا، فكأنما تصدق بجميع ما أنضجت تلك النار، ومن أعطى ملحا، فكأنما تصدق بجميع ما طيب ذلك الملح، ومن سقى مسلما شربة من ماء، حيث يوجد الماء، فكأنما أعتق رقبة، ومن سقى مسلما شربة من ماء، حيث لا يوجد الماء، فكأنما أحياها»[44]

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ کس چیز کا منع کرنا حلال نہیں ہے تو آپ نے فرمایا: پانی، نمک اور آگ۔ ارشاد فرمایا: اے حمیرا! جس شخص نے کسی کو آگ دی اس نے گویا اس آگ سے پکا ہوا سارا کھانا خیرات کیا اور جس نے کسی کو نمک دیا اس نے گویا سارا کھانا خیرات کیا۔ جسے اس نمک نے لذیز بنایا اور جس نے کسی مسلمان کو ایک گھونٹ پانی وہاں پلایا جہاں پانی عام نہ ملتا ہو اس نے گویا غلام آزاد کیا اور جس نے مسلمان کو ایک گھونٹ پانی پلایا جہاں پانی نہ ملتا ہو اس نے گویا اسے زندگی بخشی۔"

وصیت:

مستحق افراد کی کفالت کیلئے دین اسلام میں ایک طریقہ وصیت کا بھی ہے۔ شریعت اسلامی میں اس سے مراد یہ ہے کہ کسی چیز کے بارے میں یہ کہہ دینا یا لکھ کر دینا کہ میری موت کے بعد یہ چیز فلاں کیلئے ہے، وصیت کہلاتا ہے۔ جس مال میں وصیت کی جاتی ہے اس میں ورثا کا بھی حق ہوتا ہے اس لئے شریعت مطہرہ میں صرف تہائی مال پر وصیت جائز ہے اس سے زیادہ مال پر وصیت لغو ہوگی۔

عن عامر بن سعد بن أبي وقاص، عن أبيه قال: مرضت عام الفتح مرضا أشفيت منه على الموت، فأتاني رسول الله صلى الله عليه وسلم يعودني، فقلت: يا رسول الله، إن لي مالا كثيرا، وليس يرثني إلا ابنتي، أفأوصي بمالي كله؟ قال: لا، قلت: فثلثي مالي؟ قال: لا، قلت: فالشطر؟ قال: لا، قلت: فالثلث؟ قال: الثلث والثلث كثير، إنك إن تذر ورثتك أغنياء خير من أن تذرهم عالة يتكففون الناس، وإنك لن تنفق نفقة إلا أجرت فيها حتى اللقمة ترفعها إلى في امرأتك، قال: قلت: يا رسول الله، أخلف عن هجرتي؟ قال: إنك لن تخلف بعدي فتعمل عملا تريد به وجه الله إلا ازددت به رفعة ودرجة ولعلك أن تخلف حتى ينتفع بك أقوام ويضر بك آخرون، اللهم أمض لأصحابي هجرتهم ولا تردهم على أعقابهم لكن البائس سعد ابن خولة يرثي له رسول الله صلى الله عليه وسلم أن مات بمكة.[45]

عامر بن سعد ابی وقاص کہتے ہیں کہ میرے والد سعد بن ابی وقاص نے بتلایا کہ میں فتح مکہ کے دن بیمار ہوا، اور اتنا بیمار ہوا کہ مجھے موت نظر آنے لگی تو میرے پاس رسول اللہ ﷺ عیادت کیلئے تشریف لائے میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میرے پاس بہت زیادہ مال ہے اور میرا وارث بننے کیلئے میری صرف ایک بیٹی ہے تو میں نے عرض کیا کیا میں اپنے سارے مال کی وصیت کر جاؤ فرمایا نہیں، میں نے کہا دو تہائی مال کی فرمایا: نہیں، میں نے کہا آدھے مال کی فرمایا: نہیں، پھر میں نے کہا ایک تہائی مال کی، آپ نے فرمایا ایک تہائی کر دو۔ اور ایک تہائی بھی زیادہ ہے یقیناً اگر تم اپنے وارثوں کو غنی چھوڑ کر فوت ہو جاؤ تو تمہارے لئے بہتر ہے اس بات سے کہ تم انہیں فقیر چھوڑ واور وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے رہیں اور بے شک تم کچھ بھی خرچ کرو تم کو اس کا اجر دیا جائے گا اور اس لقمے کا بھی جو تم اپنی اہلیہ کے منہ کی طرف بڑھاتے ہو۔ اور میں نے یہ بھی عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول کیا مجھے میری ہجرت سے پیچھے چھوڑ دیا جائے گا تو آپ نے فرمایا نہیں، میرے بعد تمہیں ہر گز پیچھے نہیں چھوڑا جائے گا اس لئے تم جو بھی عمل کروگے اور جس عمل کے ذریعے اللہ کے رضا چاہتے ہو، اس عمل کی وجہ سے تمہارا ایک درجہ بلند کر دیا جائے گا اور تمہیں رفعت دی جائے گی اور شاید کہ تمہیں لمبی عمر دی جائے یہاں تک کہ تمہاری وجہ سے کچھ اقوام مستفیض ہو اور کچھ دیگر اقوام نقصان اٹھائیں یا اللہ! میری صحابہ کیلئے ان کی ہجرت کو جاری فرمادے اور نہ ہی ان کو ان کی ایڑیوں کے بل واپس لوٹا، لیکن بیچارا سعد بن خولہ ان کیلئے آپ ﷺ نے افسردگی کا اظہار کیا اور ان کی وفات مکہ میں ہوئی۔

جو شخص وصیت کر کے چلا گیا ہے اب اس کے ورثا پر لازمی ہے کہ اس کی وصیت پوری کریں۔ کیونکہ یہ حکم ربی ہے

من بعد وصية توصون بها أو دين(46)

"اس کے بعد جو تم نے وصیت کی ہے پوری کی جائے گی اور قرض ادا کیا جائے گا۔"

وقف:

کفالت کا ایک بہترین ذریعہ، وقف املاک بھی ہیں جن کی آمدنی ہمیشہ کیلئے مستحق افراد کیلئے خاص ہو جاتی ہے۔ غربا آتے جاتے رہتے ہیں مگر یہ جائیداد ہمیشہ ان کیلئے خاص ہو جاتی ہے۔

وقف سے مراد ایسی جائیداد ہے جو اللہ کے نام پر مستحق افراد کیلئے خاص کر دی جائے اور اس کا مصرف صرف اور صرف نادار ہی ہوں ایسی جائیداد وغیرہ فروخت نہیں کی جاسکتی۔ معاشرہ میں عموما اس کو صدقہ جاریہ کا نام دیا جاتا ہے۔

عن أبي هريرة، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: " إذا مات الإنسان انقطع عنه عمله إلا من ثلاثة: إلا من صدقة جارية، أو علم ينتفع به، أو ولد صالح يدعو له "(47)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ انسان جب مر جاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے مگر تین اعمال ایسے ہیں جو اس کیلئے جاری رہتے ہیں پہلا صدقہ جاریہ دوسرا، ایسا علم جس سے لوگ نفع اٹھائیں اور تیسرا نیک اولاد جو اس کیلئے دعا کرتی رہے۔"

أنس بن مالك، يقول: كان أبو طلحة أكثر أنصاري بالمدينة مالا، وكان أحب أمواله إليه بيرحى، وكانت مستقبلة المسجد، وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يدخلها ويشرب من ماء فيها طيب، قال أنس: فلما نزلت هذه الآية: {لن تنالوا البر حتى تنفقوا مما تحبون} [آل عمران: 92] قام أبو طلحة إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: إن الله يقول في كتابه: {لن تنالوا البر حتى تنفقوا مما تحبون} [آل عمران: 92]، وإن أحب أموالي إلي بيرحى، وإنها صدقة لله، أرجو برها وذخرها عند الله، فضعها، يا رسول الله، حيث شئت، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «بخ، ذلك مال رابح، ذلك مال رابح، قد سمعت ما قلت فيها، وإني أرى أن تجعلها في الأقربين» فقسمها أبو طلحة في أقاربه وبني عمه(48)

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ مدینہ کے انصاریوں میں سے سب سے زیادہ مال دار تھے اور آپ کے ہاں جو سب سے زیادہ محبوب ترین املاک تھیں وہ بیر روحا کا باغ تھا اور اس باغ کے قبلہ کی سمت میں مسجد نبوی تھی رسول اللہ ﷺ اس باغ میں داخل ہوتے اور اس کا میٹھا پانی پیتے تھے انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت لن تنالوا البر حتى تنفقوا مما تحبون

نازل ہوئی۔ تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ تم اس وقت تک نیکی کو نہیں پہنچ سکتے یہاں تک کہ تم اس چیز کو خرچ نہ کرو جو تم کو سب سے زیادہ پسند ہے اور سب سے زیادہ پسندیدہ املاک میں سے مجھے بیر روحا کا باغ ہے اور وہ اللہ کے لیے صدقہ ہے میں اس صدقے کی نیکی اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کو ذخیرہ دیکھنا چاہتا ہوں (یا اس کی امید رکھتا ہوں) اے اللہ کے رسول آپ اسے صرف کر دیں جہاں آپ چاہتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ تو بہت نفع بخش مال ہے میں نے سن لیا ہے جو تم نے اس باغ کے بارے میں کہا ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ تم اپنے اس باغ کو اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کر دو تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے رشتہ داروں میں اور اپنی چچا کی اولاد میں تقسیم کر دیا۔

کفارات:

اسلام کی کچھ عبادات ایسی ہیں کہ اگر ان میں کسی قسم کی کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو کفارہ ادا کرنے سے اس غلطی کا ازالہ ہو جاتا ہے اور وہ عبادت قبول کر لی جاتی ہے اس قسم کے کفارات سے غربا، فقرا کی کفالت کرنے کا حکم ہے۔

قسم کا کفارہ:

لا يؤاخذكم الله باللغو في أيمانكم ولكن يؤاخذكم بما عقدتم الأيمان فكفارته إطعام عشرة مساكين من أوسط ما تطعمون أهليكم أو كسوتهم أو تحرير رقبة فمن لم يجد فصيام ثلاثة أيام ذلك كفارة أيمانكم إذا حلفتم واحفظوا أيمانكم(49)

"اللہ تمہیں تمہاری فضول قسموں پر نہیں پکڑے گا بلکہ ان قسموں پر پکڑ ہو گی جنہیں تم مضبوط کر لو تو ایسی قسم کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے جو تم عموماً گھر کھاتے ہو یا ان میں دس کو کپڑے دینا ہے یا ایک غلام آزاد کرنا ہے جو تم میں سے یہ چیزیں نہ پائے تو وہ تین دن کے روزے رکھے یہ تمہاری قسم کا کفارہ ہو گا اور تم اپنی قسموں کی حفاظت کرو۔"

ظہار کا کفارہ:

والذين يظاهرون من نسائهم ثم يعودون لما قالوا فتحرير رقبة من قبل أن يتماسا ذلكم توعظون به والله بما تعملون خبير ـ فمن لم يجد فصيام شهرين متتابعين من قبل أن يتماسا فمن لم يستطع فإطعام ستين مسكينا ذلك لتؤمنوا بالله ورسوله وتلك حدود الله وللكافرين عذاب أليم(50)

"اور وہ جو اپنی بیبیوں کو اپنی ماں کی جگہ، جیسی کہیں پھر اپنی کہی ہوئی بات کی تلافی کرنا چاہیں تو ان پر لازم ہے ایک غلام آزاد کرنا قبل اس کے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں یہ ہے جو نصیحت تمہیں کی جاتی ہے اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے

پھر جسے غلام نہ ملے تو لگاتار دو مہینے کے روزے رکھے قبل اس کے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں پھر جس سے روزے بھی نہ ہو سکیں تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے یہ اس لئے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھو اور یہ اللہ کی حدیں ہیں اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے "

احرام کی صورت میں غلطی ہونے پر کفارہ:

"حالت احرام میں محرم کیلئے شکار کرنا حرام ہے خواہ وہ جانور حلال ہو یا حرام، یہاں تک کہ کسی کو اشارہ کرکے بھی بتانا ممنوع ہے اور اگر کسی نے یہ کام کر لیا تو اب اس کیلئے لازم ہے کہ کفارہ ادا کرے۔ اس کفارے کے ذریعے بھی مستحق افراد کی کفالت کی جائے گی۔ جیسے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يا أيها الذين آمنوا لا تقتلوا الصيد وأنتم حرم ومن قتله منكم متعمدا فجزاء مثل ما قتل من النعم يحكم به ذوا عدل منكم هديا بالغ الكعبة أو كفارة طعام مساكين أو عدل ذلك صياما ليذوق وبال أمره عفا الله عما سلف ومن عاد فينتقم الله منه والله عزيز ذو انتقام(51)

"اے ایمان والو شکار نہ مارو جب تم احرام میں ہو اور تم میں جو اسے قصداً قتل کرے تو اس کا بدلہ یہ ہے کہ مویشیوں میں سے ویسا ہی جانور دے جو تم میں سے دو ثقہ آدمی اس کا حکم کریں یہ کعبہ کو پہونچتی ہوئی قربانی ہو یا کفارہ دے چند مسکینوں کا کھانا یا اس کے برابر روزے کہ اپنے کام کا وبال چکھے اللہ نے معاف کیا جو ہو گزرا اور جو اب کرے گا اللہ اس سے بدلہ لے گا اور اللہ غالب ہے بدلہ لینے والا ہے۔"

مذکورہ بالا آیات کی روشنی میں دیکھا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ بندوں کے جرم کی معافی اسی صورت میں ہوگی جب وہ غربا، فقرا اور مساکین کی کفالت کریں گے ورنہ معافی نہیں ملے گی۔ کیونکہ یہاں پر اللہ تعالیٰ اپنے مالدار بندوں کو فقرا کی بھوک پیاس کا احساس دلانا چاہتا ہے اور ان کی توجہ اس طرف کروانا چاہتا ہے کہ وہ اپنے مال میں سے ان لوگوں کو حصہ دیں اور ان کی معاشی کفالت کریں۔

خلاصہ بحث

اسلام کا نظام کفالت عامہ بلا تخصیص و امتیاز ریاست کے ہر فرد کیلئے یکساں ہے کفالت عامہ کے تصور کا دائرہ کار مسلم و غیر مسلم تمام لوگوں کو شامل ہے ہر شخص کیلئے اس قدر سہولیات ہونی چاہیے کہ وہ اطمینان سے زندگی گزار سکے۔ تاکہ اپنے حقوق و فرائض احسن طریقے سے سرانجام دیتا رہے۔ اسلام ایسے شخص کو صحیح مسلمان ہی نہیں سمجھتا جو مفلس کی حاجت روائی نہ کرے۔ ریاست میں بسنے والے ہر صاحب استطاعت شخص پر یہ بات لازم ہے کہ جہاں تک ہو سکے وہ ریاست میں رہنے والے افراد کا خیال رکھے۔ اور خصوصاً حاکم وقت کیلئے ضروری

ہے کہ وہ یہاں رہنے والے تمام افراد کیلئے بنیادی ضروریات پوری کرنے کیلئے اہتمام کرے۔ بنیادی ضروریات سے مراد ان کی خوراک، رہائش، تعلیم، لباس، علاج اور انصاف شامل ہے۔ اس کیلئے مؤاخات مدینہ کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ کفالت عامہ اس لئے ضروری ہے کہ تمام لوگوں کی مالی حالت یکساں نہیں ہوتی۔

اللہ تعالیٰ نے مالی طور پر مخلوق میں درجے بنائے ہیں تاکہ سب کے کام چلتے رہیں جیسا کہ سورہ الشوریٰ کی آیت نمبر 27 میں ہے کہ "اگر اللہ تعالیٰ سب بندوں کا رزق وسیع کر دیتا تو ضرور زمین میں فساد پھیلاتے لیکن اللہ تعالیٰ اندازے سے رزق اتارتا ہے جتنا وہ چاہتا ہے بے شک وہ اپنے بندوں سے خبردار ہے اور انہیں دیکھتا ہے"۔ اللہ تعالیٰ مالدار شخص کو حکم دیتا ہے کہ وہ اپنا مال اس کے راستے میں خرچ کرکے اس کی خوشنودی حاصل کرے۔

حاکم وقت کیلئے ضروری ہے کہ مستحق افراد کیلئے ریاست میں روزگار کے ایسے ذرائع پیدا مہیا کرے جس سے ان کا گزر بسر ہو سکے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مثال ہمارے سامنے موجود ہے "ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا گزر ایک جگہ سے ہوا آپ نے دیکھا کہ ایک ضعیف شخص بھیک مانگ رہا ہے جو کہ یہودی تھا آپ رضی اللہ عنہ اس سے پوچھا تجھے کس چیز نے بھیک مانگنے پر مجبور کیا؟ تو اس نے جواب دیا: جزیہ کی ادائیگی اور معاشی ضروریات نے، یہ سن کر آپ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اپنے مکان پر لے گئے جو موجود تھا وہ دیا اور پھر بیت المال کے خزانچی کے پاس فرمان بھیجا۔ یہ اور اس قسم کے دوسرے حاجت مندوں کی تفتیش کرو اللہ تعالیٰ کی قسم ہم ہرگز انصاف پسند نہیں ہو سکتے اگر ان (ذمیوں) کی جوانی کی محنت (جزیہ) تو کھائیں اور ان کے بڑھاپے میں انہیں بھیک مانگنے کے لئے چھوڑ دیں۔ قرآن مجید میں ہے اور میرے نزدیک یہاں فقرا سے مراد مسلمان مفلس ہیں اور مساکین سے مراد اہل کتاب کے مساکین و فقرا ہیں۔

اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایسے لوگوں کا جزیہ معاف کر دیا اور بیت المال سے ان کا وظیفہ شروع کر دیا۔ دین اسلام نے کفالت عامہ کا بوجھ اگرچہ حکومت پر ڈالا ہے مگر چند ذمہ داریاں امت کے افراد پر بھی ڈالی ہیں ان میں بعض قانونی ذمہ داریاں ہیں جیسے زکوۃ، صدقات واجبہ، وصیت وغیرہ۔ اور بعض اخلاق ہیں جیسے ہبہ، عاریتا، وصیت وقف وغیرہ۔

References

1. Al-sajistani , sulaiman bin Ashash , sunan Abi Dawood, Book Al-Khiraj wal Ammara wal-fay, bab feema yalzemu al-Imam min amar alraeya al-maktaba al-asriya , Sada Bruit, Hadith No 2448,
2. Al-Bukhari , Muhammad bin Ismail, al-jamy al-Sahih, book al-ahkam, bab mn istraei raeyya flam yansah, Dar tooq al-nijah Addition 1, 1422H, Hdith NO 4150.
3. Al-Baqra2:267

4. Imam lil Hakim, Abo Abdullah al-Hakim Muhammad bin Abdullah bin Muhammad bin Hamdavia bin Nuaim al-hakim al-zabi al-tahmani nesahpuri al-maroof babin alibe, almustadrak aala al-Sahihain lilHakim , Dar al Kutab Bruit, 1411H.
5. Al-Mumtahina60:9-8
6. Saeedi , Ghulam Rasool, Tafseer Tibyan-ul-Quran Fareed Book Stal , Lahore, March2006, Vol:11, p849.
7. Abo yousaf , Book al-khiraj , Matbooa Dar al-salfiya, Qahira 1346AH, p126.
8. Abo yousaf , yaqoob bin Ibraheem bin Habib bin sad bin Hibtat-ul-alsari, Book al-khiraj, Maktab al-azhariya lilturax, Vol:1, p139.
9. Aboyousaf, book al-Khiraj, p158.
10. Al-insan76:8-10
11. Al-Azhari, Karam shah, Tafseer Zia-ul-Quran publication Lahore, Rbee-ul-Sani 1400 H.
12. Al-Baqra2:195
13. Al-Savi, abo al-abbasd Ahmd bin Muhammad al-Khaloti, al-shasheer bl-savi al-malki, Dar al-fikar bruit 1421AH, Vol:4, p54.
14. Imam Bhukhari, al-jamy , Book al-etaq , bab qol al-Nabi, Hadith No2445.
15. Al-eraf 7:26
16. Al-alosi, Shab ul deen Mahmood bin Abdul al-husani , rooh al mani fi tafseer al Quran al azeem wo saba almSani, Dar alkutab al-Ilmia, Bruit , 1415 H.
17. Al-Tibrani , sulmain bin Ahmad ayoub bin Muteer al-Khami al-shami, abu al-Qasim, al-mujam al-kabeer bab Ara bin abi ribah an ibn e Umar, Maktaba ibn e Taimaiya, al-Qahira , Hadith No 13607.
18. Al-Nahal 16:80
19. Imam Tirmazi , al, sunan, bab minhu, Dar al gharb al-Islami Bruit 1998.
20. Hood 6:11
21. Al-Khazin Ala ul deen Alin bin Ibraheem bin Umar al-shihi, Tafseer al-Khazin , bab al-taveel fi maan e ta zeel, Dar al-Kutab Bruit , 1415AH, Vol:2, p472
22. Al-Qhusahri , Muslim bin al-hajjaj abo al-Hassan al-nishapuri , al-jami al-sahi , book al-fazail, bab ma soila , dar ihya al-turas al-arbi Hdith no 2312.
23. Ibn e Hazam , abo Muhammad bin Ahmad bn saeed bin Hazam undalasi al-qurtabi al-zahiri , al-muhalla bil Aasar, dar al-fikar Burit , Vol:4, p283.
24. Al-baqra 2:31
25. Aal-e-Imran 3:164
26. Hassam al-deen allama alaul deen ali muttaqi , kanz-ul-ummal,
27. Al-qozvani, ibn-e-maja abo Abdullah Muhammd bin yazeed , al-sunan, iftitah al-kitab fil eman w fazail al-Shabqa wa-ul-Ilm , wal hass ala Talab al ilm, Dar ihya al-kitab, al-arbia Hadith no 224.
28. Imam Bhukhari, al-jamy , Book al-juma, fil qari wal mudan, Hadith No893.
29. Sahih al-trgeeb wal tarheeb fi nashi lm wal-dalala al-bani, Muhammad Nasir al-deen , bab al-juma fil qura wal-mudwwan , maktaba al-marif al-rayaz, Hadith no 893.
30. Al Quran, al Towba: 122/9.

31. Imam Bhukhari, al-jamy , Book al-juma, kitab al-janiz , bab al-amar bil-ittiba al-jnaiz, Hadith No1240.
32. Imam Tirmazi , al, sunan, bab al-jnaiz, bab ma jaa fi eyadah al-mariz hadith no969.
33. Imam Bhukhari, al-jamy , Book al-atima hadith no 5373.
34. Imam Tirmazi , abwab al-tibb , hdith no 2083
35. Fatir 35:29-30
36. Al-hashir 59:9
37. Al-baqra2:195
38. Al-toba9:60
39. Al-hadeed57:11
40. Al-baqra2:280
41. Al-imam malik bin anas bin malik bin aamir al-asbahi al-madni, al-moatta , moatta malik riwaib abi masbab zahri , bab ma jaa fi al-hajar , moaassis al-risala 1412AH al-taba al-oola, Vol:2, p79
42. Al-maoon 107:4-7
43. Al-sayooti , jlal al-deen Muhammad bin Ahmad al-muhalla , wa jlal al-deen Abdulrahman bin abi bakar, tafseer al-jalain, Dar al-hadith al, Qahira p824.
44. Ibn-e-maja , al-sunan , kitab al-rahwwn, bab al-muslmoon shuraka fi salas , Hadith no 2474.
45. Ibn-e-maja , al-sunan, bab ma jaua fi al-wasaya bil sulus , Hadith no2116.
46. Al-nisa4:12
47. Imam muslim, al-jami al-sahih, kitab al-wasiyya, bab ma ulhiqu al-insan min al-sawab bad, Hadith no1631.
48. Imam muslim, al-jami al-sahih, kitab al-zakat, bab fad alnfaqah wal sadaqah ala al-aqrabeen wal-zoj wal-olad wal-waldain , wal-mushrkeen, Hadith no998
49. Al-maida5:89
50. Al-mujadila58:3-4
51. Al-maida5:95